

## حافظ ابن عبدالبر اندلسی تعارف - تذکرہ - خدمات

سید علی اصغر چشتی صابری

اندلس - مفسرین ، محدثین ، فقہاء ، خطباء اور علماء کی سرزمین - یہاں اتنی قد آور اور متاثر کن شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے نہ صرف اندلس کو بلکہ پوری دنیا کو اپنی علمی، فکری اور عملی خدمات سے متاثر کیا۔ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے جو علم دیا تھا اور جو سمجھ-عطا کی تھی اس میں بڑا رسوخ اور وثوق تھا۔ ان میں سے جس نے جو بھی علمی کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ قابل رشک ہے۔

اندلس میں علم حدیث کی ترویج، خدمت اور اشاعت سے جو حضرات وابستہ رہے ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں سے جس شخص کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی ان کا نام شیخ الاسلام حافظ ابن عبدالبر القرطبی ہے۔  
نام و نسب :

آپ کا پورا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی ہے۔ کنیت ابو عمر اور لقب جمال الدین ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب نمر بن قاسط ابن ہنب بن افضی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار سے ملتا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کا تعلق بنو عدنان سے ہے اور آپ خالص عربی النسل ہیں۔

مؤرخ ابن خلکان آپ کی نسبت „نمری“ کے بارے میں لکھتے ہیں : „النمری“ بفتح التون والمیم وبعدها راء، هذه النسبة الى النمر

بن قاسط، بفتح النون وكسر الميم - وانما تفتح الميم فى النسبة خاصة  
وهى قبيلة كبيرة مشهورة، (۱) -

یعنی حافظ ابن عبدالبر نمری اس لئے کہلاتے ہیں کہ آپ کا  
نسبی تعلق نمر بن قاسط سے ہے۔ نمر بن قاسط کی طرف جو قبیلہ  
منسوب ہے وہ بہت بڑا اور مشہور ہے۔

بنو ربیعہ کے بعض خاندان اندلس کی مشہور وادی آش میں آکر  
آباد ہوئے تھے۔ یہاں ان کی آبادی پھیل گئی اور بعد میں بورا علاقہ  
ان کے نام سے منسوب ہو گیا۔ حافظ ابن عبدالبر کا تعلق انہی  
خاندانوں میں سے ایک خاندان سے ہے۔  
ولادت :

حافظ ابن عبدالبر کی ولادت ۲۵ ربیع الثانی ۳۶۸ھ کو ہوئی۔  
طاہر بن مفلح جو آپ کے قریبی ساتھیوں اور تلامذہ میں سے ہیں ان  
کا قول ابن خلکان نقل کرتے ہیں : قال صاحبه ابو الحسن طاہر بن  
مفلح المعافری، وهو الذى صلى عليه ، سمعت ابا عمر ابن عبدالبر  
يقول : ولدت يوم الجمعة والامام يخطب لخمس بقين من شهر ربیع  
الآخر سنة ثمان و ستين وثلاثمائة .. (۲)۔

یعنی حافظ ابن عبدالبر کے قریبی ساتھی ابو الحسن طاہر بن  
مفلح کہتے ہیں کہ میں نے ابن عبدالبر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں  
۲۵ ربیع الآخر ۳۶۸ھ کو جمعہ کے دن اس وقت پیدا ہوا جب امام  
خطبہ دے رہا تھا۔ طاہر بن مفلح وہ شخص ہیں جنہوں نے آپ کے  
جنازہ کی نماز پڑھائی۔

بعض روایات میں ہے کہ ابوالحسن طاہر کو آپ نے اپنے والد  
عبدالله بن محمد کا وہ مکتوب دکھایا تھا جس میں آپ کی پیدائش کا  
وقت اور تاریخ درج تھی۔ حافظ ذہبی نے بھی آپ کی پیدائش کی  
تاریخ ربیع الآخر ۳۶۸ھ بتائی ہے۔

آپ کے والد عبداللہ بہت اچھے شاعر اور ادیب تھے لیکن آپ کو ان سے استفادہ کرنے کا موقعہ اس لئے نہ مل سکا کہ آپ کے سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے وہ وفات پا گئے۔۔۔ ابن خلکان حافظ ابن عبدالبر کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔،،وذكر ابو عمر ان والده ابا محمد عبدالله بن محمد بن عبدالبر توفي في شهر ربيع الآخر سنة ثمانين وثلاثمائة۔ و مولده سنة ثلاثين وثلاثمائة،، (۳)۔

یعنی ابو عمر کہتے ہیں کہ ان کے والد عبداللہ ربیع الثانی ۳۸۰ھ میں وفات پا گئے۔ ان کی ولادت کا سال ۳۳۰ھ ہے۔ اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے والد کا انتقال پچاس سال کی عمر میں ہوا۔ جس وقت آپ کی اپنی عمر بارہ سال تھی۔

تعلیم و تربیت :

حافظ ابن عبدالبر کی نشوونما قرطبہ میں ہوئی۔ جو اس وقت اندلس کا دار الخلافہ تھا۔ دار الخلافہ ہونے کی وجہ سے قرطبہ علم و ثقافت اور تہذیب و تمدن کا مرکز تھا۔ یہاں ہر ایک علم اور فن کے ماہر اور باکمال افراد موجود رہتے تھے۔ علمی مراکز کی کثرت کی بناء پر بڑے بڑے علماء اور فضلاء یہاں تیار ہوتے تھے۔ جو فراغت کے بعد علم کی ترویج اور خدمت میں مصروف ہو جاتے تھے۔ انفرادی علمی حلقوں کے علاوہ یہاں اجتماعی مراکز بھی موجود تھے۔ جہاں کئی کئی علماء مسلسل تحقیق اور تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے۔ ان علمی حلقوں کے وجود کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندلس میں معروف اور مشہور علماء کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ دنیا کے دوسرے حصوں سے طلبہ یہاں تحصیل علم کیلئے آنے لگے۔ اور قرطبہ کو یہ حیثیت حاصل ہو گئی کہ یہاں کے علماء کا قول اور عمل پورے مغرب میں حجت اور سند سمجھا جانے لگا۔ قرطبہ میں لائبریریوں اور کتب خانوں کی

تعداد بہت بڑھ گئی اور ہر خاص و عام علم کی تحصیل اور طلب میں دلچسپی لینے لگا۔ اہل قرطبہ علماء کا بہت احترام کرتے تھے۔ ان کی رائے کی قدر کرتے تھے۔ علماء کے پاس بیٹھنے کو باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ اور ہر انفرادی اور اجتماعی امر میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔

ایسے خوشگوار اور علمی ماحول میں حافظ ابن عبدالبر کو پھلنے پھولنے اور بڑھنے کا موقع ملا۔ آپ نے قرطبہ کے بڑے بڑے علماء اور شیوخ کی صحبت میں رہ کر ان کے علوم سے استفادہ کیا۔ ان کے پاس بیٹھ کر لکھا اور علم کی جستجو میں خوب محنت کی۔

اپنی محنت اور خدا داد صلاحیت کی بناء پر آپ نے علماء اندلس میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ ،،حافظ المغرب،، کہلائے۔ آپ نے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ حدیث اور فقہ پر بہت توجہ دی۔ ان دونوں موضوعات پر اپنے اسلاف کی کتب کا آپ نے بغور مطالعہ کیا۔ اور پھر مفید و جامع کتابیں لکھیں۔ آپ کا تعلق فقہاء کی اس جماعت سے ہے جو تقلید محض کے قائل نہیں۔ بلکہ دلائل اور براہین کو دیکھ کر کسی مجتہد کا قول اختیار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بعض مرتبہ امام مالک کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ کبھی امام شافعی کے اجتہاد کو ترجیح دیتے ہیں۔ امام احمد کو اپنا امام مانتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کا ،،امام اعظم،، کہہ کر تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ کی مؤلفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے اسلاف میں سے ہر ایک کی قدر اور احترام کرتے تھے۔ آپ کی اس وسعت قلبی کا نتیجہ ہے کہ محدثین اور فقہاء کے ہر طبقہ میں آپ کو مقبولیت حاصل رہی۔ اپنے ہم عصر علماء نے آپ کو شیخ، حافظ المغرب اور امام تسلیم کیا۔ اور بعد کے علماء نے

آپ کی کتب سے خوشہ چینی کو اپنے لئے سعادت اور باعث فخر سمجھا۔ ابن رشد جیسا فقیہ اپنی کتاب „بداية المجتهد“ میں آپ کی کتاب „الاستذکار“ پر اعتماد کرتا ہے۔ اور اس سے پوری طرح استفادہ کرتا ہے۔ اور حافظ ابن حجر جیسا محدث اپنی کتاب „الاصابہ“ میں آپ کی کتاب „الاستیعاب“ سے مدد لیتا ہے۔ اور اسے اپنے لئے سند سمجھتا ہے۔ یہی حال آپ کی دیگر کتب کا ہے۔ جن سے بعد کے علماء نے متاثر ہو کر اخذ کیا۔ انہیں پڑھا، پڑھایا اور ان کی ترویج و خدمت کی۔

قاضی ابو علی الحسین بن محمد الصدقی کہتے ہیں : سمعت شیخنا القاضي ابا الوليد الباجي يقول : „ لم يكن بالاندلس مثل ابي عمر ابن عبدالبر في الحديث “۔ وقال ايضاً : „ ابو عمر أحفظ اهل المغرب “ (۴)۔

یعنی ہمارے شیخ ابو الولید باجی کہتے تھے کہ اندلس میں ابن عبدالبر جیسا عالم حدیث (محدث) کوئی نہیں آیا اور آپ کہا کرتے تھے کہ ابو عمر مغرب کے حفاظ میں سب سے بڑے حافظ ہیں۔ قاضی ابو الولید آپ کے شیوخ میں سے ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے ان سے روایات اخذ کی ہیں۔ اس کے باوجود آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حفظ و علم کا اعتراف کرتے ہیں۔

ابو علی الجبائی کہتے ہیں : ابن عبدالبر شیخنا من اهل قرطبه بها طلب الفقه ولزم ابا عمر احمد بن عبدالملك وكتب بين يديه ولزم ابا الوليد بن الفرضي ، وعنه اخذ كثيرا من علم الحديث ودأب في طلب العلم واقتن فيه ، وبرع براعة فاق فيها رجال الاندلس، (۵)۔

یعنی ابن عبدالبر ہمارے ان شیوخ میں سے ہیں جن کا تعلق قرطبہ سے ہے۔ آپ نے قرطبہ میں رہ کر ابو عمر احمد بن عبدالملك

سے فقہ حاصل کی۔ اور ابوالولید بن الفرغی سے حدیث پڑھی۔ علم کے حصول میں آپ نے خوب محنت کی اور مشقتیں برداشت کیں اور اتنی مہارت اور کمال حاصل کیا کہ اندلس کے جتنے اہل علم تھے ان میں آپ کو بلند مقام ملا اور فوقیت حاصل ہوئی :-

غسانی کہتے ہیں کہ حافظ ابن عبدالبر قاسم بن محمد اور احمد بن خالد کی بہت تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے شہر میں ان جیسا کوئی عالم نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابن عبدالبر خود بہت بڑے عالم تھے اور ان دونوں حضرات سے کسی طرح بھی کم نہ تھے (۶)۔

حافظ ذہبی کہتے ہیں : ابن عبدالبر کو علم حدیث میں تقدم اور علم فقہ اور معانی میں بصیرت حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ علم الانساب اور علم الاخبار میں بھی پوری طرح دسترس حاصل تھی۔ اس کا اندازہ ان تالیفات سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے اس موضوع پر لکھی ہیں (۷)۔

حافظ ذہبی کا کہنا ہے کہ ابو عمر کو کتاب الزعفرانی اور سنن ابو داؤد نہایت اعلیٰ سندوں سے حاصل ہوئیں۔ پہلی کتاب کا آپ نے ابن صیفون سے، انہوں نے ابن الاعرابی سے اور انہوں نے مؤلف سے سماع کیا ہے۔ اور دوسری کتاب کا عبدالؤمن سے انہوں نے ابن داسہ سے اور انہوں نے امام ابو داؤد سے سماع کیا ہے۔ اس طرح آپ امامت کے ساتھ ساتھ علو اسناد کے بھی حامل ہیں (۸)۔

حافظ ابن عبدالبر نے اپنی ساری زندگی اندلس میں گذاری۔ اندلس سے باہر جانے کا آپ کو موقع نہ ملا۔ ابتدائی زندگی قرطبہ میں گذری۔ قرطبہ کے علماء سے آپ نے کسب فیض کیا اور یہیں سے اپنی علمی اور عملی زندگی کا آغاز کیا۔ لیکن بعد میں آپ نے قرطبہ

کو خیرباد کہا۔ اور اشبیلیہ کی طرف گئے۔ اشبیلیہ میں آپ کو آرام اور سکون نہ ملا۔ کئی مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسے چھوڑتے ہوئے آپ نے ایک نظم کہی جس کے چند اشعار یہ ہیں :

(۱) تنکر من کناسر بقربہ

وعاد زعاقا بعد ان کان سلسلا

(۲) بلیت بحمص والمقام بیلدہ

طویلا لعمری مخلق یورث البلی

(۳) اذا هان حر عند قوم اتاهم

ولم یناعنہم کان أعمی و أجهلا

(۴) ولم تضرب الامثال الا لعالم

وما عوتب الانسان الا لیقلا (۱)

اشبیلیہ چھوڑ کر آپ نے مشرقی اندلس کی طرف کوچ کیا۔ مختلف اوقات میں دانیہ، بلنسیہ اور شاطبہ میں سکونت اختیار کی۔ یہاں آپ کی زندگی خوشگوار رہی۔ مظفر بن الافطس کے دور میں آپ اشبونہ اور شنترین کے قاضی رہے۔ ابن خلکان لکھتے ہیں :

،،وفارق قرطبہ وجال فی غرب الاندلس ، ثم تحوّل الی شرق الاندلس وسکن دانیہ من بلادھا ، وبلنسیہ وشاطبہ۔ وتولی قضا الاشبونہ ، وشنترین فی ایام ملکھا المظفر بن الافطس،،(۱۰)۔

یعنی قرطبہ چھوڑ کر حافظ ابن عبدالبر مغربی اندلس چلے گئے۔ پھر وہاں سے مشرقی اندلس کا رخ کیا اور دانیہ میں سکونت اختیار کی۔ بعد میں بلنسیہ آئے اور پھر شاطبہ میں رہے۔ ملک مظفر کے عہد میں آپ کو اشبونہ اور شنترین کے قضا کا منصب دیا گیا۔ وفات :

حافظ ابن عبدالبر کی زندگی کا آخری حصہ مشرقی اندلس میں گذرا۔ آپ آخر تک شاطبہ میں رہے اور یہیں وفات پائی۔ ابو داؤد

مقری کہتے ہیں کہ ابو عمر پچانوے سال پانچ مہینے زندہ رہنے کے بعد بروز جمعرات آخر ربیع الثانی ۳۶۳ھ میں مالک حقیقی سے جاملے (۱۱۱) - ابن خلکان نے بھی آپ کی تاریخ وفات یہی بتائی ہے۔  
اساتذہ اور شیوخ :

حافظ ابو عمر نے بہت سارے شیوخ سے استفادہ کیا۔ یہاں ہم صرف ان حضرات کا تذکرہ کرتے ہیں جو بہت معروف اور مشہور ہیں۔ ان سب حضرات کا تعلق اندلس سے ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے تحصیل علم کیلئے اندلس سے باہر کا سفر نہیں کیا۔

(۱) خلف بن القاسم بن سہل بن الدباغ الاندلسی (م - ۳۹۳ھ)

اندلس کے کبار علماء اور مشہور حفاظ میں سے ہیں۔ ابن عبدالبر نے ان سے خوب استفادہ کیا۔

(۲) عبدالوارث بن سفیان بن حبرون :

آپ مشہور محدث اور امام قاسم بن اصبح کے خاص شاگردوں میں سے ہیں قاضی بن زرب اور ابن ابی دلیم سے بھی علم حدیث حاصل کیا۔ ابن عبدالبر نے شیخ عبدالوارث کی بہت تعریف کی ہے اور اپنی کتاب „الاستیعاب فی معرفة الاصحاب“ میں بہت ساری روایات ان کی سند سے نقل کی ہیں۔ جس سے باسانی یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابن عبدالبر شیخ عبدالوارث کے علمی مقام سے بہت متاثر تھے اور ان پر بہت اعتماد کرتے تھے۔

(۳) عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن (م - ۳۹۰ھ)

آپ نے عراق کے اکابر علماء سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ اور اندلس میں حلقہ درس قائم کیا۔ جہاں دور دور سے حدیث کے طلبہ روایات اخذ کرنے کیلئے آتے تھے۔ اندلس کے محدثین میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ابن عبدالبر نے ان سے سنن ابو داؤد کا سماع کیا۔



عبد المؤمن نے ابن داسہ سے اور ابن داسہ نے براہ راست امام ابو داؤد سے ان کی سنن کا سماع کیا ہے۔ اس لحاظ سے ابن عبدالبر کو عالی سند کے ساتھ سنن ابو داؤد کی روایات ملی ہیں (۱۲)۔

(۴) محمد بن عبدالملک بن صیفون الرصافی :

آپ نے ابو سعید بن الاعرابی سے علم حدیث حاصل کیا اور بڑی شہرت پائی ابن عبدالبر ان کی خدمت میں رہے اور ان سے کتاب الزعفرانی کا سماع کیا۔ یہ کتاب بھی ابن عبدالبر کو عالی سند کے ساتھ حاصل ہوئی اس لئے کہ ابن صیفون نے اس کا سماع ابن الاعرابی سے کیا ہے اور ابن الاعرابی نے براہ راست مؤلف سے کیا ہے (۱۳)۔

(۵) ابو محمد عبداللہ بن احمد بن عبدالرحمن بن أسد الجہنی :

آپ نے پہلے اندلس کے علماء سے استفادہ کیا۔ پھر حجاز، شام اور مصر تحصیل علم کی غرض سے سفر کئے۔ اپنے دور کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ابن عبدالبر نے آپ سے کسب فیض کیا۔

(۶) ابو علی حسن بن عبداللہ بن یعقوب البیجانی :

آپ نے سعید بن مخلوف سے عبدالملک بن حبیب کی کتاب کا سماع کیا۔ ابن عبدالبر نے ابو العباس اور احمد بن عمر العذری کے ہمراہ ان سے یہ کتاب اخذ کی۔ اور شرف تلمذ حاصل کیا۔

(۷) ابو عمر احمد بن محمد بن احمد بن سعید المعروف بابن

الجسور (م ۴۰۱ھ)

آپ علمائے حدیث کے ہاں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ آپ نے ابوعلی الحسن بن سلمہ، ابوبکر احمد بن الفضل الدینوری، وہب بن مسرہ، محمد بن معاویۃ القرشی اور قاسم بن اصبح جیسے شیوخ سے کسب علم کیا۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے ان میں

ابو محمد علی بن احمد اور ابن عبدالبر کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

(۸) حافظ ابو عثمان سعید بن نصر بن عمر بن خلف الاندلسی:

آپ نے علم کی جستجو میں بہت سفر کئے۔ خراسان میں بہت عرصہ تک رہے۔ ابو سعید بن الاعرابی اور اسماعیل الصفار جیسے شیوخ سے کسب فیض کیا۔ اندلس میں قاسم بن اصغ اور وہب بن مسرہ سے استفادہ کیا۔ ابن عبدالبر آپ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ نے بخارا میں وفات پائی۔

(۹) ابو الفضل احمد بن قاسم بن عبدالرحمن التاہرتی:

آپ تاہرت میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں والد کے ساتھ اندلس منتقل ہوئے۔ آپ کی نشوونما اندلس میں ہوئی۔ اندلس کے علماء سے کسب علم کیا۔ ابن ابی دلیم، قاسم بن اصغ اور وہب بن مسرہ آپ کے شیوخ میں سے ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ لیکن ان میں ابو عمران الفاسی اور ابن عبدالبر زیادہ معروف ہوئے۔

(۱۰) ابو عمر احمد بن محمد بن عبداللہ الطلمنکی (۳۳۰ھ۔

۳۲۹ھ)

طلمنکہ اندلس میں ایک بستی کا نام ہے ابو عمر یہیں پیدا ہوئے اور اسی کی طرف منسوب ہوئے۔ آپ اپنے دور میں قرأت کے امام مانے جاتے تھے۔ آپ نے ابوبکر محمد بن یحییٰ الدمیاطی، ابو عیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ لیشی، ابوبکر زبیدی، ابو عبداللہ بن مفرج، احمد بن عون اللہ، ابو محمد عبداللہ بن محمد بن علی باجی، خلف بن محمد خولانی، ابن بشر انطاکی، حج کرنے کے بعد ابو طاہر محمد بن محمد عجیفی اور مدینہ میں یحییٰ بن حسین مطلبی، ابوبکر فواد، ابو حفص بن عراق اور ابو العلا بن ماہان سے اکتساب فیض کیا۔

آپ قرآن کے حروف ، اعراب ، ناسخ و منسوخ ، احکام اور معانی کے جاننے میں ہم عصروں پر فائق تھے ۔ فن حدیث اور معرفت رجال میں پوری توجہ مرکوز رکھتے تھے ۔ حدیث کے حافظ اور دیانت کے اصول سے باخبر تھے ۔ آپ سے امام ابو عمر بن عبدالبر ، امام ابو محمد بن حزم اور عبداللہ بن سہل اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں (۱۳) ۔

(۱۱) ابو عمر احمد بن عبدالملک الاشیبلی المعروف بابن المکوی :

آپ قرطبہ کے مفتی اعظم تھے ۔ آپ نے منصور بن ابی عامر کی ہدایت پر ابومروان معیطی کے ساتھ مل کر امام مالک کے اقوال کو جمع کیا ۔ اور انہیں کتابی شکل دی ۔ ابن عبدالبر نے ان کی خوب صحبت حاصل کی ۔ اور بہت زیادہ استفادہ ان سے کیا ۔

(۱۲) علامہ باجی تجیبی قرطبی (م ۴۲۴ھ)۔

آپ کی کنیت ابو الولید نام سلیمان بن خلف بن سعید بن ایوب بن وارث ہے ۔ قرطبہ کے رہنے والے نامور حافظ حدیث اور تصانیف کثیرہ کے مصنف ہیں ۔ آپ کو مختلف الانواع علوم و فنون میں دسترس حاصل تھی ۔ اشبیلیہ کے قریب ایک شہر باجہ کی طرف منسوب ہو کر آپ باجی کہلاتے ہیں ۔ یہاں آپ کے دادا بطلینوس سے منتقل ہو کر آباد ہوئے تھے ۔

آپ نے یونس بن عبداللہ قاضی ، مکی بن ابوطالب ، محمد بن اسماعیل ، ابوبکر محمد بن حسن بن عبدالوارث سے اندلس میں استفادہ کیا ۔ مکہ معظمہ میں حافظ ابوذر کی صحبت میں آپ مسلسل تین سال تک رہے اور ان کی خوب خدمت کی ۔ حفاظ حدیث میں حافظ ابو القاسم بن طیبز ، علی بن موسیٰ سمسار ، سکن بن جمیع

حیدادی اور ابوطالب عمر بن ابراہیم زہری نیز اس طبقہ کے دوسرے حضرات سے استفادہ کیا۔ تیرہ سال طالب علمی کی زندگی گزارنے کے بعد آپ اندلس واپس ہوئے۔ اور علم حدیث کی خدمت شروع کی۔ آپ کے تلامذہ میں حافظ ابوبکر خطیب اور حافظ ابو عمر بن عبدالبر کا نام سرفہرست ہے۔ حالانکہ یہ دونوں حضرات عمر اور علم وفضل نیز شہرت میں آپ سے زیادہ ہیں (۱۵)۔

مذکورہ بالا شیوخ کے علاوہ ابن عبدالبر نے ابو مطرف القنازعی، قاضی یونس بن عبداللہ، ابو الولید بن الفرضی، احمد بن فتح الرسان اور یحییٰ بن وجہ الجنۃ سے کسب علم کیا۔ اور ان سے روایتیں لیں۔ ابو الفتح بن سیبخت اور حافظ عبدالغنی نے مصر سے آپ کو تحریری طور پر اجازت دی اسی طرح ابو القاسم عبیداللہ بن السفطی احمد بن نصر الدراوردی اور شیخ الحرم ابو ذر الہروی نے مکہ مکرمہ سے آپ کو اپنی تحریر کے ذریعہ اجازت دی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابن عبدالبر کو اپنے دور میں علماء اور شیوخ کے ہاں کتنی شہرت اور وقعت حاصل ہو گئی تھی۔

### تلامذہ

حافظ ابن عبدالبر کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے جنہیں زیادہ شہرت حاصل ہوئی ان کے نام یہ ہیں۔ ابو العباس دلاتی، ابو محمد بن ابو قحافہ، ابو الحسن بن مفوز، ابو علی غسانی، ابو عبداللہ حمیدی، ابو یحیر سفیان بن عاص محمد بن فتوح الانصاری اور ابوداؤد سلیمان بن ابو القاسم۔ ان میں سے ہر ایک کا تذکرہ کرنا خوف طوالت کی وجہ سے مشکل ہے۔ البتہ ان دو حضرات کے بارے میں مختصراً کچھ کہنا ضروری ہے۔ جنہوں نے علم حدیث کی بہت زیادہ خدمت کی اور علمائے حدیث کے ہاں حافظ کے لقب کے مستحق ہوئے۔

## (۱) حافظ حمیدی اندلسی (۲۲۰ھ - ۴۸۸ھ)

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام محمد بن ناصر ازدی ہے۔ اندلس کے رہنے والے پختہ کار حافظ حدیث ہیں۔ اپنے جد اعلیٰ حمید کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے حمیدی کہلاتے ہیں۔ اور اندلس کے مشرقی جانب جزیرہ میورقہ کی طرف نسبت کی وجہ سے میورقی بھی کہلاتے ہیں۔ آپ نے اندلس، شام، مصر، عراق اور حرم کے حلقہ ہائے درس میں حدیث کا سماع کیا۔ تحصیل علم کیلئے کافی عرصہ بغداد میں بھی رہے۔

آپ کے مشہور اساتذہ میں سے حافظ ابو عمر بن عبدالبر، ابن حزم، ابو زکریا عبدالرحیم بخاری، حافظ ابو بکر خطیب اور ابو جعفر بن مسلمہ ہیں۔

امیر ابن ماکولا کہتے ہیں، میں نے نزاہت، عفت اور علمی مصروفیت میں اپنے دوست حمیدی جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ ابراہیم سلماسی کا کہنا ہے کہ فضیلت، وسعت علم، عقلمندی اور اشاعت علم کی حرص میں میری آنکھوں نے امام حمیدی جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

آپ کی تالیفات میں سے جو مشہور ہوئیں ان کے نام یہ ہیں :

- (I) کتاب الجمع بین الصحیحین - (II) تاریخ اندلس
- (III) جمل تاریخ الاسلام - (IV) ذہب المسبوک فی وعظ الملوک -
- (V) کتاب الترسل - (VI) کتاب مخاطبات الاصدقاء -
- (VII) کتاب حفظ الجار -

## (۲) امام غسانی جیانی اندلسی (۳۲۰ھ - ۴۹۸ھ)

آپ کی کنیت ابوعلی اور نام حسین بن محمد بن احمد ہے۔ اندلس کے رہنے والے پختہ کار محدث اور بلند پایہ حافظ حدیث ہیں۔

آپ نے حافظ ابو عمر بن عبدالبر، حکم بن محمد، حاتم بن محمد طرابلسی، ابو شاکر عبدالواحد فیری، ابو عبداللہ بن عتاب، محدث ابو عمرو بن حذاء، قاضی سراج بن عبداللہ، قاضی ابو الولید باجی، ابو العباس بن دلہاٹ اور دوسرے متعدد اہل علم سے استفادہ کیا۔ آپ کے سارے شیوخ اندلسی ہیں۔ تحصیل علم کیلئے آپ اندلس سے باہر نہیں گئے۔

آپ کا شمار صاحب بصیرت اور صاحب ضبط و اتقان نقاد حدیث میں ہوتا ہے۔ ادب عربی، لغت، شعر و شاعری اور علم الانساب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ ان جملہ فنون میں آپ نے کتابیں لکھیں۔ دور دراز علاقوں کا سفر کر کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور آپ کی نقل پر اعتماد کرتے تھے۔ آپ جامع قرطبہ میں صدر المدرسین کے منصب پر فائز تھے۔ چوٹی کے علماء آپ سے استفادہ کو باعث فخر سمجھتے تھے۔

علامہ خلف بن بشکوال نے آپ سے بہت استفادہ کیا۔ اور کہا ہے کہ مجھے بہت سے لوگوں نے آپ کے متعلق خبر دی ہے اور آپ کو جلالت قدر، حفظ و اتقان، عقلمندی، منکسر المزاجی اور عفت و عصمت سے موصوف بتایا ہے۔

سہیلی روض الانف میں لکھتے ہیں: مجھے ابوبکر بن طاہر نے ابو علی غسانی کے متعلق بتایا کہ حافظ ابن عبدالبر نے ان سے کہا تھا: تمہارے ذمہ یہ اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ جب کسی صحابی کا نام دیکھو کہ میں نے ذکر نہیں کیا۔ اسے میری کتاب، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، میں درج کر دینا (۱۷)۔

اس سے باسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ ابن عبدالبر کا ابوعلی غسانی سے کتنا گہرا تعلق تھا اور وہ ان پر کتنا اعتماد کرتے تھے۔

## مصنفات اور مؤلفات:

حافظ ابن عبدالبر کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف و تالیف کا راسخ ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور ادب کی خدمت اپنے قلم کے ذریعے کی۔ لیکن زیادہ توجہ علم حدیث اور فقہ پر دی۔ کشف الظنون میں آپ کی جن کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ان کے نام نقل کر دیتے ہیں۔

- ۱۔ آداب العلم۔
- ۲۔ الاجوبة الموعبة على المسائل المستعربة من صحيح البخارى۔
- ۳۔ الاستذكار لمذاهب ائمة الامصار۔
- ۴۔ الاستيعاب فى معرفة الاصحاب۔
- ۵۔ الاكتفاء فى قرآءة نافع وایى عمرو۔
- ۶۔ الانباء عن قبائل الرواة۔
- ۷۔ الانتهاء فى فضائل الثلاثة الفقهاء۔
- ۸۔ الانصاف فيما بين العلماء من الاختلاف۔
- ۹۔ بهجة المجالس وانس المجالس۔
- ۱۰۔ البيان فى تاويلات القرآن۔
- ۱۱۔ التفصی بحديث المؤطا۔
- ۱۲۔ التمهيد لما فى المؤطا من المعانى والاسانيد۔
- ۱۳۔ جامع بيان العلم وفضله وما يتبعى فى روايته وحمله۔
- ۱۴۔ الدرر فى اختصار المغازى والسير (۱۸)۔

کشف الظنون میں آپ کی کتب کی جو فہرست دی گئی ہے۔ اس میں کئی کتابیں رہ گئی ہیں۔ خاص کر „الكافی فى فقہ اهل المدينة“ جو ابن عبدالبر کی معركة الآراء کتاب ہے اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ابن عبدالبر کی بعض

کتابیں اس وقت مطبوعہ شکل میں نہیں تھیں۔ بعد میں طبع ہو کر سامنے آئی ہیں۔ جو کتابیں دستیاب تھیں ان کا تذکرہ آ گیا اور جو نایاب تھیں وہ نشاندہی سے رہ گئیں۔

حافظ ذہبی نے مذکورہ کتب کے علاوہ جو کتابیں آپ کی طرف منسوب کی ہیں ان کے نام یہ ہیں :

- ۱۔ کتاب الکنسی -
- ۲۔ کتاب القصد والامم فی انساب العرب والعجم -
- ۳۔ کتاب الشواہد فی اثبات خبر الواحد -
- ۴۔ کتاب الانصاف فی اسماء اللہ تعالیٰ -
- ۵۔ کتاب الفرائض (۱۹) -

ان کتب میں جن کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی ذیل میں ہم مختصراً ان کا تعارف کرتے ہیں۔

(۱) التمهید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید :

مؤطا امام مالک کی سب سے عمدہ اور خوبصورت شرح ہے۔ ابن عبدالبر نے امام مالک کے شیوخ کے ناموں کی ترتیب کے مطابق ان کی روایات کو مرتب کیا ہے۔ اور ہر ایک روایت کی سند کے رجال پر بحث کی ہے۔ پھر روایت کی تفصیلی شرح کی ہے۔ آپ سے پہلے کسی نے اس طرز پر حدیث کی کوئی کتاب ترتیب نہیں دی تھی۔ ابن حزم اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں : لا اعلم فی الکلام علی فقہ الحدیث مثله۔ فکیف احسن منه ، (۲۰)۔

یعنی فقہ الحدیث کے موضوع پر اس جیسی کوئی اور کتاب میرے علم میں نہیں۔ اور اس سے بہتر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ شیخ محمد اس ضمن میں لکھتے ہیں :

،،شرح المؤطا خلق کثیر منهم الحافظ ابو عمر بن عبدالبر النمری القرطبی ، وله علیہ شرحان - اولهما - التمهید لما فی المؤطا من



المعانی والاسانید - رتبہ علی اسماء شیوخ مالک علی حروف المعجم  
وہو کتاب لم يتقدمه ، احد الی مثله (۲۱) -

یعنی مؤطا کی شروح بہت لوگوں نے لکھی ہیں - ان میں ایک  
حافظ ابن عبدالبر القرطبی ہیں - انہوں نے مؤطا کی دو شرحیں لکھی  
ہیں - ایک ,, التمهید ,, ہے - جس میں امام مالک کے شیوخ کے ناموں  
کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے اور ان کی روایتیں  
جمع کی گئی ہیں - یہ ایسی کتاب ہے جس کی مثال اس سے پہلے  
نہیں ملتی -

حافظ ابن عبدالبر خود اپنی اس کتاب کو بہت چاہتے تھے - آپ  
اس کے بارے میں کہتے ہیں :-

(۱) سمیر فوادی من ثلاثین حجّة

وصاقل ذہنی والمفرّج عن ہم

(۲) بسطت لهم فيہ کلام نبیہم

لما فی معانیہ من الفقه والعلم

(۳) وفيہ من الآداب ما يهتدى به

الی البرّ والتقوى ونهى عن الظلم (۲۲)

یعنی یہ کتاب تیس سال سے میرے دل کا مونس اور ساتھی ہے - میرے  
ذہن کی صفائی کا ذریعہ اور میرے غموں کو دور کرنے کا وسیلہ - میں  
نے اس میں لوگوں کیلئے ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو  
تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے - اس کے معانی و مطالب اور نکات کی  
وضاحت کی ہے - اس میں ایسے آداب ہیں جن کے اپنانے سے نیکی  
اور تقویٰ حاصل ہوتی ہے اور ظلم سے دور رہنے کی توفیق ملتی ہے -

,, التمهید ,, واقعی ایسی کتاب ہے جس کی ترتیب میں بڑی  
محنت اور کوشش کی گئی ہے - اس کے مطالعہ سے قاری پر یہ

حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مؤلف نے اس کی تالیف میں بڑی توجہ ،  
انہماک اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ پہلے یہ کتاب نایاب تھی۔  
اب عام دستیاب ہے۔ پاکستان میں مکتبہ قدوسیہ لاہور نے اسے طبع  
کیا ہے۔

(۲) الاستذکار فی شرح مذاہب علماء الامصار :

ابن عبدالبر نے مؤطا کی دوسری شرح ،،الاستذکار، کے نام سے  
لکھی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ التمهید ،، کا اختصار ہے۔ کشف  
الظنون میں ہے۔

،،لہ کتاب التمهید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید .....  
واختصره وسماه الاستذکار، (۲۳)۔

یعنی آپ کی ایک کتاب التمهید ہے جسے آپ نے مختصر کیا اور  
،،الاستذکار، نام رکھا۔

لیکن یہ بات صحیح نہیں ،،الاستذکار، آپ کی مستقل تالیف ہے۔  
جس میں آپ نے مؤطا کے ابواب کی تنسیق کی ہے اور علماء کے  
مذاہب پر بحث کی ہے۔

شیخ محمد اس کے بارے میں کہتے ہیں : کتاب الاستذکار فی  
شرح مذاہب علماء الامصار ،، شرح فیہ الموطا علی وجہہ ،، (۲۴)۔  
یعنی کتاب الاستذکار مؤطا کی مستقل شرح ہے جو ابن عبدالبر  
نے اپنے خاص طرز پر لکھی ہے۔ اور ابن خلکان کہتے ہیں : شرح فیہ  
المؤطا علی وجہہ ونسق ابوابہ ،، (۲۵)۔

یعنی اس کتاب میں ابن عبدالبر نے مؤطا کی روایات کی شرح  
اپنے طرز پر کی ہے اور اس کے ابواب پر بھی کام کیا ہے۔

،،الاستذکار، کو علماء کے ہاں بڑی اہمیت اور مقبولیت حاصل  
ہے۔ علامہ ابن رشد نے اپنی کتاب ،،بداية المجتهد ،، میں اس سے  
خوب استفادہ کیا ہے۔

## (۳) التفصیٰ لحديث المؤطا :

عام طور سے مؤطا پر ابن عبدالبر کی دو شرحیں مشہور ہیں۔ لیکن آپ نے مؤطا کی ایک اور شرح بھی لکھی ہے۔ کشف الظنون میں اس کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے :

صنف الحافظ ابو عمر ابن عبدالبر القرطبی کتاباً سماه ,,التفصیٰ لحديث المؤطا ,, (۲۶)۔

یعنی حافظ ابن عبدالبر نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام التفصیٰ لحديث المؤطا ,, رکھا۔

موسیٰ بن ابوتلید اور ابو محمد بن عتاب کہتے ہیں کہ ہم نے ابو عمر ابن عبدالبر سے ان کی کتاب التفصیٰ پڑھی ہے (۲۷)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی حیات میں یہ کتاب پڑھاتے تھے اور اس کی اتنی شہرت ہو گئی تھی کہ لوگ اسے اخذ کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں آتے تھے۔

## (۴) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب :

ابن عبدالبر کی سب سے معروف اور مایہ ناز کتاب ,,الاستیعاب,, ہے۔ اس کتاب میں آپ نے وہ روایات جمع کی ہیں جن کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء اور حیات سے ہے۔ آپ سے پہلے اس موضوع پر کئی محدثین نے کام کیا تھا۔ مثلاً ابو القاسم بغوی ، ابوبکر بن ابی داؤد، عبدان ، شیخ مطین ، ابن السکن، ابن شاہین ابو منصور الماوردی ، ابن حبان، طبرانی اور حافظ ابن مندہ وغیرہ نے۔ ان سب حضرات کے کام کو مدنظر رکھ کر آپ نے الاستیعاب مرتب کی۔ ابن عبدالبر نے اپنی کوشش کے مطابق ان تمام کتب کا مواد اپنی کتاب میں جمع کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ سے بہت کچھ رہ گیا۔ حافظ ابن حجر اس بارے میں لکھتے ہیں :

،،سمی کتابہ الاستیعاب لظنہ انہ استوعب ما فی کتب من قبلہ، ومع ذلک ففاته، شئی کثیر فذیل علیہ ابوبکر بن فتحون ذیلاً حافلاً وذیل علیہ جماعة فی تصانیف لطیفة،، (۲۸) -

یعنی ابن عبدالبر نے اپنی کتاب کا نام ،،الاستیعاب،، اس لئے رکھا کہ آپ اس موضوع پر اسے گذشتہ کتب کی جامع سمجھتے تھے لیکن آپ کا یہ خیال صحیح نہیں - بہت کچھ آپ سے چھوٹ گیا تھا - یہی وجہ ہے کہ بعد میں ابوبکر بن فتحون اور دیگر علماء نے اس کتاب پر ضمیمہ لکھے -

ابوبکر محمد بن خلف بن سلیمان بن فتحون (م ۵۳۰ ھ) نے الاستیعاب پر جو ضمیمہ (ذیل) لکھا ہے - اس کا نام ،،الاستلحاق علی الاستیعاب فی معرفة الاصحاب،، ہے (۲۹) -

یہ بات صحیح ہے کہ ،،الاستیعاب ،، اس موضوع پر بالکل جامع کتاب نہیں ہے - لیکن بہر حال یہ معرفة صحابہ میں ایک مفید، مستند اور قابل اعتماد مجموعہ ہے - بعد میں جن محدثین نے اس عنوان پر کام کیا ہے انہوں نے اس کتاب پر اعتماد کیا ہے اور اس سے پورا پورا استفادہ کیا ہے - حافظ ابن حجر نے بھی ،،الاصابہ،، کی ترتیب میں اسے پوری طرح پیش نظر رکھا ہے - اور خوب اخذ کیا ہے - مطبعة السعادة - مصر نے الاصابة کے ساتھ ہی حاشیہ پر ،،الاستیعاب،، کو چھاپ دیا ہے - اس طرح قاری بہ یک وقت دونوں کا مطالعہ کر سکتا ہے - الاستیعاب کی ترتیب بہت عمدہ اور خوبصورت ہے ابن خلکان اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ،، جمع ابن عبدالبر فی اسماء الصحابة رضی اللہ عنہم کتاباً جلیلاً مفیداً سماہ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ،، (۳۰) -

یعنی ابن عبدالبر نے اسماء صحابہ کے عنوان سے بہت جلیل القدر اور مفید کتاب لکھی جس کا نام الاستیعاب رکھا -

(۵) جامع بیان العلم وفضلہ وما ینبغی فی روایتہ و حملہ :

حافظ ابن عبدالبر کی یہ کتاب علم اور علماء کی فضیلت نیز علماء کے فرائض کے موضوع پر نہایت مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ آپ نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، تابعین ، تبع تابعین اور دیگر جلیل القدر علماء کے اقوال جمع کئے ہیں اور بہت خوبصورت انداز میں ترتیب دی ہے۔ آپ سے پہلے اس موضوع پر کئی علماء نے قلم اٹھایا۔ جوامع کے مؤلفین نے اپنی اپنی کتاب میں اس کیلئے مستقل باب وقف کیا اور روایات جمع کیں۔ لیکن حافظ ابن عبدالبر نے موضوع کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر مستقل کتاب تالیف کی۔ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں : ” مجھ سے پہلے بھی اس قسم کی کتابیں کئی آدمی لکھ چکے ہیں وہ کافی ہوتیں تو میں یہ کتاب نہ لکھتا اور ان کی طرف اشارہ کر دیتا۔ لیکن وہ کافی نہیں۔ ہر مولف نے وہی جمع کیا ہے جو اس کے ذہن میں محفوظ تھا اور جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ تھا یا جسے اس نے طالب ارشاد کیلئے مناسب سمجھا “ (۳۱)۔

جناب عبدالرزاق ملیح آبادی جنہوں نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا ہے لکھتے ہیں : ”عربی ادب میں ”جامع بیان العلم وفضلہ“ بڑے پائے کی کتاب مانی جاتی ہے۔ علم اور فضیلت علم پر اس سے بہتر اور جامع کتاب دیکھی نہیں گئی۔ اسلامی نقطہ نظر سے علم، اہل علم اور طالبان علم کے بارے میں آدمی جو کچھ جانتا چاہے اس کتاب میں موجود ملے گا۔

کتاب کی تالیف محدثین کرام کے دل نشین طریقہ پر ہوئی ہے۔ ابواب قائم کئے گئے ہیں۔ اور ہر باب میں روایتیں کچھ اس طرح جمع کر دی گئی ہیں کہ موضوع کے خشک ہونے پر بھی کتاب دلچسپ بن گئی ہے (۳۲)۔

کتاب کے آخر میں امام شافعی کا سفرنامہ مختصراً ذکر کیا گیا ہے جو مفید اور دلچسپ ہے۔ یہ کتاب اسانید کے ساتھ دو جلدوں میں چھپتی رہی۔ بعد میں اسانید اور مکرر روایات کو حذف کیا گیا۔ اور ایک جلد میں طبع ہوتی رہی۔ جناب ملیح آبادی نے جس نسخہ کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ وہ محذوف الاسانید ہے۔ عربی کا مکمل اور اصل نسخہ جو ہمارے سامنے ہے، مصر سے چھپا ہے۔

### (۶) کتاب الکافی فی فقہ اهل المدينة المالکی :

فقہ مالکی پر حافظ ابن عبدالبر کی شاہکار کتاب ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اپنی مجتہدانہ بصیرت سے بھی کام لیا ہے اور بعض مسائل میں اپنا نقطہ نظر واضح کیا ہے۔ کتاب کی تالیف کے بارے میں لکھتے ہیں :

„ان بعض اخواننا من اهل الطلب والعناية والرغبة فى الزيادة من التعلم سألتنى ان اجمع له ، كتاباً مختصراً فى الفقه يجمع المسائل التى هى اصول وامهات لماينى عليها من الفروع والبيانات فى فوائد الاحكام ومعرفة الحلال والحرام، يكون جامعاً، مهذباً ، وكافياً مقرباً ومختصراً موبياً ليستذكر به عند الاشتغال وما يدرك الانسان من الملل، يكفى عن المؤلفات الطوال ويقوم مقام المذاكرة عند عدم المدارس، فرأيت ان اجيبه الى ذلك لما رجوت فيه من عون العالم المقتصر ، ونفع الطالب المسترشد التماسا لثواب الله عزوجل فى تقريبه على من اراده واعتمدت فيه على علم اهل المدينة وسلكت فيه مسلك مذهب الامام ابى عبدالله مالك بن انس رحمه الله ، (۳۳)۔

یعنی مجھ سے میرے ایک ایسے بھائی نے جسے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کا شوق تھا۔ کہا کہ میں فقہی مسائل پر ایک ایسی کتاب لکھوں جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی حیثیت کی

حامل ہو اور احکام کو سمجھنے کے سلسلہ میں مفید ہو۔ جامع اور ترتیب کے لحاظ سے عمدہ ہو تاکہ پڑھنے والا اسے باسانی اور خوشی خوشی پڑھ سکے اور اسے لمبی اور ضخیم کتب کے مطالعہ کا احتیاج نہ رہے۔ چنانچہ میں نے اس کے کہنے پر یہ کام شروع کیا۔ اس کتاب کی تالیف کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور طلبہ کو علمی فائدہ پہنچانا ہے۔ میں نے اس میں علمائے مدینہ کے علم پر اعتماد کیا ہے اور امام مالک کے مسلک کو اختیار کیا ہے۔

کتاب پہلے نایاب تھی۔ ڈاکٹر محمد احید الموریتانی نے اس کے اصل نسخہ (مخطوطہ) کے حصول میں بڑی محنت کی۔ اسے مرتب کیا۔ اور اس پر تحقیق، تقدیم اور تعلق کی۔ مکتبہ الریاض الحدیثہ نے بہت خوبصورت شکل میں اسے چھاپ دیا ہے۔

(ک) **بہجة المجالس وأنس المجالس :**

حافظ ابن عبدالبر اعلیٰ درجہ کے محدث، فقیہ، و مؤرخ اور مفسر ہونے کے ساتھ۔ ادب اور شعر و شاعری میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کی کتاب „بہجة المجالس“ ادباء اور شعراء حضرات کے ہاں بڑی مقبول ہے اور قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو ادب سے کتنی دلچسپی اور کلام پر کتنا عبور حاصل تھا۔ کشف الظنون میں اس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے :

„بہجة المجالس وأنس المجالس للمحافظ ابن عبدالبر، وهو فی مجلد من الكتب المعبرة فی المحاضرات - مرتب علی مائة واربعة وعشرين بابا“ (۳۳) -

یعنی بہجة المجالس حافظ ابن عبدالبر کی تالیف ہے اس کا شمار ادب کی معتبر کتابوں میں ہوتا ہے ایک سو چوبیس ابواب پر مشتمل ہے۔

عام طور سے آپ کی صرف ایک کتاب بھجۃ المجالس کے نام سے معروف ہے۔ لیکن کشف الظنون میں اس موضوع پر آپ کی دو کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے، ایک بھجۃ المجالس و انس المجالس، اور دوسری، بھجۃ المجالس و انس المجالس، آخر الذکر کے بارے میں لکھا گیا ہے: مجلد فی نصف حجم السابق مرتب علی ستین باباً، (۳۵)۔ یعنی یہ کتاب ساٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور حجم کے لحاظ سے اول الذکر کے آدھے کے برابر ہے۔

اس کتاب کو مختلف مکتبوں نے چھاپا ہے۔ بعض نے الگ الگ اور بعض نے ایک ساتھ۔ اور ایک نام کے ساتھ۔ ممکن ہے کہ کشف الظنون کے مرتب کے سامنے اس کے دو الگ الگ نسخے ہوں اور اس نے اس لحاظ سے ان کا تذکرہ کیا ہو۔

حافظ ابن عبدالبر کے بارے میں اس مقالہ کا احتتام ہم اس وصیت کے ساتھ کرتے ہیں۔ جو انہوں نے ایک موقعہ پر اپنے بیٹے کو کی، کہتے ہیں:

تجاف عن الدنيا وهون لقد رها

ووف سنبل الدين بالعروة الوثقى

وسارع بتقوى الله سرّاً وجهرة

فلا ذمة اقوى هديت من التقوى

ولا تنس شكر الله في كلّ نعمة

يمّن بها فا الشكر مستجلب النعمى

فدع عنك مالا حظ فيه لعائل

فان طريق الحق أبلج لا يخفى

وشحّ بايام بقين قلائل

وعمر قصير لا يدوم ولا يبقى



## ألم تر ان العمر يمضى موليا

فجدته تبلى ومدته تفسى (۳۶)

ترجمہ :

دنیا سے دور رہ اور اس کو اہمیت نہ دینا۔ اور دین کے راستہ کو پوری مضبوطی کے ساتھ۔ تھامے رکھنا۔ اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں ڈر ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔

اس لئے کہ تقویٰ سب سے بڑا سہارا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی اور سہارا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنا۔ اس لئے کہ شکر ادا کرنے سے مزید نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ شکر نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

وہ تمام کام چھوڑ جن کے کرنے سے کرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ صحیح راستہ پر چل۔ حق کا راستہ چھپا ہوا نہیں بلکہ ظاہر اور نمایاں ہے۔

زندگی کے جو تھوڑے سے دن باقی ہیں۔ انہیں بہت احتیاط اور سوچ کے ساتھ گزار۔ اس لئے کہ یہ مختصر سی زندگی نہ دائم ہے اور نہ باقی ہے۔ یعنی ختم ہونے والی ہے۔

دیکھنے عمر کس طرح مسلسل گذر رہی ہے۔ اس کی جدت بوسیدہ ہو رہی ہے اور اس کی مدّت فنا ہو رہی ہے۔

## حوالہ جات

۱۔ ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابوبکر۔ وفيات الاعیان ج ۱، ص ۶۶۔

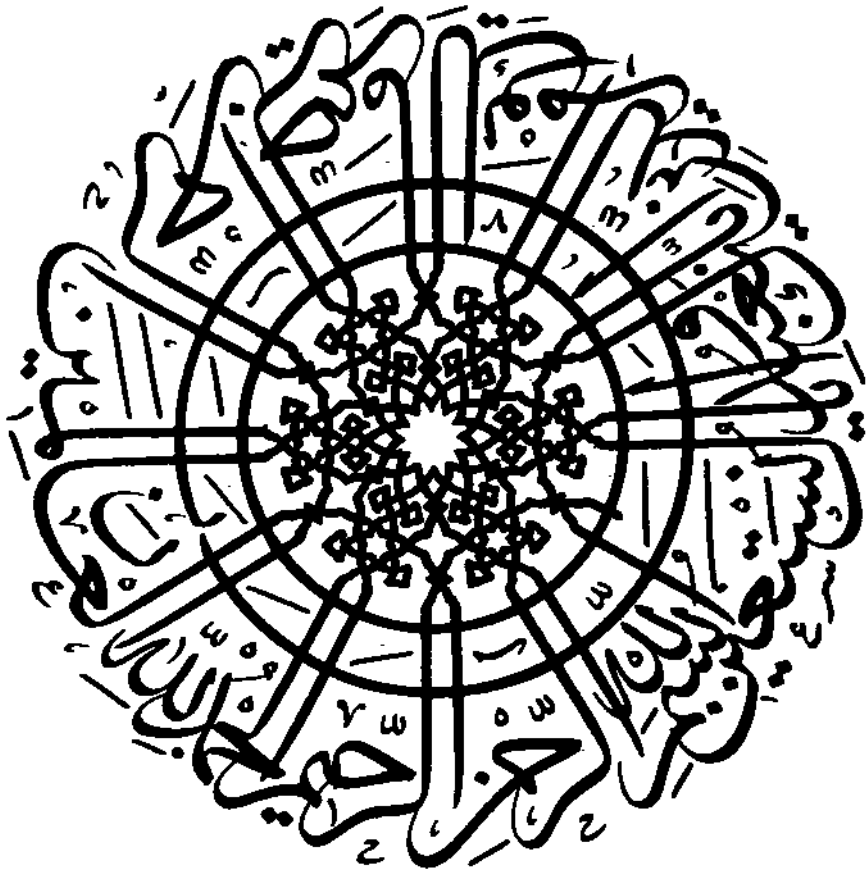
مشورات الشریف الرضی۔ قم۔

۲۔ ایضاً۔

۳۔ ایضاً۔

- ٣- زهبي . ابو عبدالله شمس الدين محمد - تذكرة الحفاظ  
ترجمه : حافظ محمد اسحاق - ج ٣ ، ص ٥٣ ، اسلامك پبلشنگ هاؤس ، لاهور -
- ٥- مصطفى العلوي ، محمد عبدالكبير البكري - مقدمة التحقيق على التمهيد - ج ١ ، ص ١٣ ،  
المكتبة القدوسيه اردو بازار ، لاهور -
- ٦- محمد احيد ولد ماديبك الموريتاني - مقدمة التحقيق على الكافي في فقه اهل المدينة المالكي ،  
ج ١ ، ص ١٣٦ - مكتبة الرياض الحديثه - الرياض -
- < - تذكرة الحفاظ ، ج ٣ ، ص ٥٣ -
- ٨- ايضاً -
- ٩- مقدمة التحقيق على التمهيد ج ١ ، ص ١٦ -
- ١٠- وفيات الاعيان ج < ، ص <١ -
- ١١- تذكرة الحفاظ . ج ٣ ، ص ٥٣ -
- ١٢- ايضاً -
- ١٣- ايضاً -
- ١٣- تذكرة الحفاظ ، ج ٣ ، ص ٣٥ -
- ١٥- تذكرة الحفاظ ، ج ٣ ، ص ٨٨ ، ٨٩ -
- ١٦- تذكرة الحفاظ ، ج ٣ ، ص ٨٦ ، ١٨ -
- ١٧- تذكرة الحفاظ ، ج ٣ ، ص ٨٢ ، ٢٨ -
- ١٨- اسماعيل باشا البغدادي ، كشف الظنون ، ج ٦ ، ص ٥٥٠ ، دار الفكر ، بيروت ، لبنان -
- ١٩- تذكرة الحفاظ ج ٣ ، ص ٥٣ -
- ٢٠- وفيات الاعيان ج < ، ص ٦٨ -
- ٢١- محمد محمد ابوزهو - الحديث والمحدثون ، ص ٢٥٠ ، مطبعة مصر شركة مساهمة مصرية ،  
١٣٤٨ هـ - ١٩٥٨ هـ -
- ٢٢- ايضاً -
- ٢٣- حاجي خليفه مصطفى بن عبدالله الروعي الحنفي - كشف الظنون ج ٢ ، ص ١٩٠ - ١٣٠٢ هـ  
- ١٩٨٢ م - دار الفكر ، بيروت ، لبنان -
- ٢٤- الحديث والمحدثون ، ص ٢٥١ -
- ٢٥- وفيات الاعيان ، ج < ، ص ٦٩ -
- ٢٦- كشف الظنون ج ٢ ، ص ١٩٠ -
- ٢٧- تذكرة الحفاظ ، ج ٣ ، ص ٥٣ -
- ٢٨- ابن حجر ، ابو الفضل احمد بن علي العسقلاني - الاصابة في تمييز الصحابة - ج ١ ، ص ٣ -  
مطبعة السعادة ، مصر -
- ٢٩- كشف الظنون ج ٣ ، ص ٤٣ -
- ٣٠- وفيات الاعيان ج < ، ص ٤٠ -
- ٣١- ابن عبدالبر ، ابو عمر يوسف بن عبدالله القرطبي - جامع بيان العلم وفضله - ترجمه : عبدالرزاق  
مليح آبادي ، ص ٣٢ ، اداره اسلاميات انار كلي ، لاهور -

- ٣٢ - جامع بيان العلم وفضله . ص < -  
 ٣٣ - ابن عبد البر ، يوسف بن عبد الله القرطبي - الكافي في فقه أهل المدينة المالكي ، ج ١ ، ص ١٢٤ ، مكتبة الرياض الحديثه ، الرياض -  
 ٣٣ - كشف الظنون ج ١ ، ص ٢٠٨ -  
 ٣٥ - مقدمة التحقيق على التمهيد ج ١ ، ص ١٦ -  
 ٣٦ - ايضاً -



نموذج من كتابة بخط ثلثي على هيئة مستديرة  
توسطها زخرفة نجمية هندسية نصها : « بسمة  
وسورة الفاتحة » ، كتبها الخطاط حامد الأمدي .